

خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ذاتی اولیات
Personal Teachings of Hazrat Umar bin Khattab (R.A)

Dr. Mehmood Ahmad
Assistant Professor, NCBA, DHA Campus, Lahore.

Dr. Zia ul Allah
Assistant Professor, NCBA, DHA Campus, Lahore.

Khawaja Muhammad Rafiq
M.Phil scholar Department of Islamic Studies NCBA&E DHA Campus Lahore.

Received on: 02-04-2023

Accepted on: 06-05-2023

Abstract

Sahaba is the plural of Sahabi which means companion. In the term of Shari'ah, Sahabi refers to one who has visited the Holy Prophet (ﷺ) in a state of faith or has received the honor of his holy companionship and in that state he has left this world. Allah Ta'ala announced in the Holy Qur'an that He was pleased with them and that they would be in Paradise. Several verses of the Holy Qur'an praise and describe the Companions, their faith and their Paradise. In this article, we examine the characteristics of Hazrat Umar, which are his main characteristics:

Keywords: Sahaba, Hazart Umar, Prophit, Shari'ah, Companions, characteristics

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی اصحاب دنیا کی وہ عظیم ہستیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ کسی اور سے افضل اور افضل ہیں۔ انہوں نے اپنے کارناموں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا اس طرح پھیلے ہوئے ہیں جیسے آسمان پر چمکتے ستارے۔ یہ وہ ہستیاں تھیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بیان کو بے تابئی سے تسلیم کیا جب آپ نے اللہ تعالیٰ کی کلمت کی ہدایت پیش کی۔ انہوں نے کسی لالچ یا کچھ حاصل کرنے کے لیے اسلام قبول نہیں کیا۔ اسلام کے آغاز پر غالب حالات کی بحث سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہ مسلمانوں کے لیے ایک بہت ہی مشکل دور تھا۔ ان دنوں اسلام کی تبلیغ کا مطلب اپنے آپ کو تکلیف اور تکلیف پہنچانا تھا۔ ان چونکا دینے والی روحوں کے باوجود، نبی اکرم ﷺ کے رفقا، جنہیں "صحابہ" کہا جاتا ہے، نے بغیر کسی تنگی اور بربریت کے اسلام کی تائید کی۔ ان چند خوشحال لوگوں کی طرح وفاداری اور قابلیت میں کوئی بھی ایسا الہی کردار حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ راہ میں ہر قسم کی شرمندگی اور ناقابل قبول وحشت کو چھوڑ کر اور روحانی پیغام کے لیے جذبہ اور نیک راستے کی طرف جوش و جذبے سے ایسے نمونے قائم کیے جو سچائی اور انصاف کے متلاشیوں کے لیے رہنما خطوط پیش کریں گے۔ انہوں نے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حمیت میں جو کوششیں کیں اور جس جذبے اور جذبے کے ساتھ وہ اسلام کی یاد کو پھیلانے کے لیے آگے بڑھے، وہ تمام عالم اسلام بالخصوص مسلمانوں کی بھلائی کا باعث ہے۔ ایک عرصے سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ہماری موجودہ تہذیب کی برائیوں کو دور کرنے کے لیے اسلام کے ان مظاہر کی سیرت ہمارے بچوں کو عطا کی جائے۔

فضیلت صحابہ قرآنی آیات کی روشنی میں

بلاشبہ، حضور سید المرسلین، سرورِ معصومین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم امت مسلمہ میں افضل اور برتر ہیں۔ وہ انبیاء کے ساتھیوں اور پیارے صحابہ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان و اخلاص کے ساتھ اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا اور اپنے جان، مال، اور وقت کی قربانیاں دیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنے رسول کی صحبت اور نصرت و اعانت کے لئے پسندیدہ بنایا اور ان کی فضیلت کو قرآن پاک میں اور حدیث نبوی میں بڑی تعریف کی گئی ہے۔ ان کے حسنِ عمل، حسنِ اخلاق، اور حسنِ ایمان کا تذکرہ قرآن پاک میں آیات مبارکہ کے ذرائع سے ہمیشہ کے لئے انسانی تاریخ میں محفوظ رہے گا۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ ان کے لئے دنیا میں مغفرت، اجر و ثواب، اور اخروی بہشتی نعمتیں ہیں جن کا بیان قرآن پاک میں بھی کیا گیا ہے۔ ان کے اوصاف حمیدہ کی تعریف خود اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے، اور ہم مسلمانوں کی زندگی میں ان کے اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان کے سیرے اور قصص سے مستفید ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے محبت اور احترام میں رہنا ہمارے ایمان کی ایک اہم علامت ہے اور ان کے پیروکار ہونے سے ہمیں دینی اور اخروی بھرپور فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ان پاک ہستیوں کے بارے میں قرآن پاک کی کچھ آیات درج ذیل ہیں:

أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۖ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ^۱

یہی سچے مسلمان ہیں انکے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ سچے مسلمانوں کو درجات دیتا ہے، ان کے رب کے پاس ان کے لئے علی الخصوص رحمت بھیجتا ہے اور ان کو عزت کی روزی فرماتا ہے۔ یہ آیت مومنوں کی بہت بڑی تسلی دینے والی اور ان کی توقعات کو بہترین طریقے سے پورا کرنے والی آیت ہے۔

یہ آیت ایمانداری، تقویٰ، اخلاص، ایثار اور خوشخصی کے معیار کو بیان کرتی ہے۔ جو انصاف سے روزگار کرتے ہیں، دوسروں کے حقوق ادا کرتے ہیں اور اپنے رب کے حکم اور رضا کو اپنی زندگی کا مرکز بناتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کے محبوب بنا کر بہترین طریقے سے ثواب دیتا ہے۔ انہیں دنیا اور آخرت میں کامیابی اور برکت ملتی ہے۔

اس آیت کی تلاوت اور سمجھ سے ہمیں ایمانی معیار کو اٹھانے اور اپنی زندگی کو اللہ کے رضا کی راہ میں موصول کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ یہی

وجہ ہے کہ مسلمان اپنی زندگی میں ایمانی اصولوں کا احترام کرتے ہیں اور دوسروں کے حقوق کا پورا ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اندازہ کرنا بہتر ہے کہ ان مومنوں کا ایمان کتنا مضبوط اور صاف ہے، جو اپنے دل و جیب کے اعمال کو خدا کی رضا اور محبت کے لئے قرار دیتے ہیں۔ ان مومنوں کے لئے اللہ کے پاس بہت سی درجات ہیں، ان کے اعمال کے مطابق جو ان کے اخروی سفر میں ان کو بخش دی جائیں گی۔ ان کو رب کی مغفرت ملے گی جو ان کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اور وہ ان کے لئے عزت کی روزی مہیا کرے گا جو ان کی طاقت اور محنت کے مطابق ہوگی۔ اللہ کی کرم و احسان سے ان کو عیش و آرام کی بھرمار ہوگی اور وہ اپنی زندگی کو پر امن اور خوشیوں بھری بنا سکیں گے۔

یہ آیات قرآن پاک کی ایک بہت خوبصورت مثال ہیں جو ایک سچے مسلمان کی خوبیوں اور اخلاقیات کو بیان کرتی ہیں۔ ایک مومن اپنے معصوم اور پاک دل کے ساتھ اپنے رب کی بندگی کرتا ہے، اور اپنے زندگی کو دین کے مقاصد پر مشتمل بناتا ہے۔ اس کے لئے خدا کی قربانی اور خوشنودی اہمیت رکھتی ہے اور ان کا اخروی منزل بہتری اور آسودگی سے بھرا ہوتا ہے۔ اسی طرح، وہ رزق کے امور میں بھی خدا کے حکم اور رضا کا احترام کرتا ہے اور اپنے حلال رزق کے ساتھ خوشی اور قنوت سے کام لیتا ہے۔

یہ آیات ہمیں ایک اچھے مسلمان بننے اور اپنی زندگی کو خدا کے ارادے کے مطابق زندگی کرنے کے لئے ترغیب دیتی ہیں۔ ان میں بیان کی گئی رحمت، مغفرت، اور اجر کے لئے ہمیں اپنے اعمال کو صاف کرنے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اسی طرح، ہمیں اپنے رزق کے امور میں بھی ایمانداری سے کام لینے کی ترغیب دی جاتی ہے تاکہ ہم اپنے رب کی برکت اور رحمت سے نوازے گئے۔

سورہ توبہ میں ارشاد ہوتا ہے:

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ 2

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں، ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے

یہ آیات قرآن پاک میں موجود ہیں اور ان میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں خوشی اور مرضی رکھتا ہے۔ اور ان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارادے اور حکم پر مطیع ہیں اور ان کے اعمال اور اخلاق کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ یہ جنت ان کے لئے بہت خوشیوں اور برکتوں سے بھری ہے، جہاں پر میناریں بلند ہیں اور نہریں بہتی ہیں۔ ان کے لئے یہ جنت خود ایک بہت بڑی کامیابی اور فلاح ہے۔

اس آیات میں ان مومنوں کے لئے جنت کا بیان کیا گیا ہے جو اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ یہ جنت ان کے لئے ایک بہت بڑی بخشش اور نعمت ہے جہاں وہ خدا کی محبت اور قربت میں رہیں گے۔ ان کی اخلاقیات اور اعمال کی بنا پر یہ اجر و ثواب حاصل ہوا ہے جو ہمیشہ کے لئے یعنی آخرت تک ہے۔

یہ آیات ایک بہت خوبصورت انعام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے محبوب صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیا ہے۔ یہ ان کے لئے ایک بڑی

کامیابی اور فلاح کی علامت ہے جو دنیا اور آخرت دونوں میں ان کے لئے ہے۔ ان مومنوں کی اخلاقیات، ایمان، اور تقویٰ کے بنا پر یہ انعام حاصل ہوا ہے جو ہمیشہ کے لئے ہے اور ان کو ابدی خوشیوں اور برکتوں سے نوازا گیا ہے۔

فضیلت صحابہ احادیث کی رو سے

حضرت تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول بندے تھے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ میں تصدیق کر دیا کہ جو لوگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بے حرمتی کریں یا انہیں گالیاں دیں، ان کو خود اللہ تعالیٰ نے جواب دے دیا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی گلوچ نہ کرو، ان کا مقام یہ ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کرے تو اس کا ثواب میرے کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک مد (یعنی ایک چھوٹی سی مقدار) بلکہ آدھا مد خرچ کرنے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔"³

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بلند ہے، اور ان کی محبت اور احترام کرنا اللہ تعالیٰ کے عزیز بنانے والے کے رضا کار ہونے کی بنیاد ہے۔ ان کی مدد کرنے اور ان کے لئے خرچ کرنے کا ثواب بہت بڑا ہے اور ان کے بیان یہ کا اہمیت ہے کہ ہم ان کے مقام کا احترام کریں اور ان کے حقوق کا خیال رکھیں۔

اولیات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

”اولیات“ جمع ہے ”اَوَّل“ کی اور ”اَوَّل“ اس کام کو کہتے ہیں جو کسی شخص سے سب سے پہلے صادر ہو۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام سے ان کے وصال ظاہری تک کئی ایسے معاملات ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات ہیں۔ نیز بروز قیامت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند اولیات حاصل ہوں گی۔

فاروق اعظم کی ذاتی اولیات

کفار پر اسلام ظاہر کرنے میں پہل

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرتے ہی کفار کے سامنے جا کر اپنا اسلام ظاہر فرمایا۔

روایت ہے کہ ”اَوَّلَ مَنْ جَهَرَ بِالْإِسْلَامِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَنظَلِ“⁴ یعنی جس شخص نے سب سے پہلے اپنے اسلام کو ظاہر کیا وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے کفار کے سامنے اپنا اسلام ظاہر کرنے والے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

زمانے میں اپنے ایمان کو اظہار کیا اور اپنے دلیرانہ اقدامات کے ذرائع سے اسلامی معارف کی حمایت کی۔ ان کی پہلی ایمان لانے والے ہونے کی بدولت ان کو "الفاروق" یعنی "انصاف کے مؤلف" کا عنوان بھی دیا جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کردار کی بدولت اسلام کی تعظیم و ترقی میں بڑا حصہ ہے اور ان کے اہم کردار کا بیشک قدر و قیمت ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کے سب سے بڑے کافرانہ گھروں کی تلاش کی اور انہیں اپنے اسلام کے بارے میں آگاہ کیا۔ آخر کار، انہوں نے کعبہ جا کر اپنا اسلام ایک شخص کے سامنے اظہار کیا جو ان کے اسلام کو سب کافرانہ آگاہ کرنے والوں کی طرف سے بھی آگاہ کرتا تھا۔ اسلام قبول کرنے کی بنا پر، مکہ کے کافرانہ لوگ انہیں مختلف قسم کے مشکلات پیش کرتے رہے، لیکن وہ رضا کارانہ بہادری سے ان کے سامنے کھڑے رہے اور ان سے مقابلہ کیا۔⁵

ابو بکر صدیق کی بیعت کرنے میں پہل

اللہ عزوجل کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا معاملہ آیا تو انصار و مہاجرین میں اختلاف ہوا تو امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے سب سے پہلے امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار و مہاجرین کے مابین تقریر فرمائی اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کے لیے پیش کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر عرض کیا: ”بَلْ نُنَاقِبُكَ ذَا نَتِّ سَيِّدَنَا، وَخَيْرْنَا، وَآجِبْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ لِيَعْنِي يَه لُوكَ مِيرَى نَهْمِي بَلْكَ هَمْ سَبْ آفِي كِي بَعِيْتِ كَرْتِي هِي كِي نَكْهَ آفِي رَضِي اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هَمَارِي سَرْدَارِي هِي، هَمْ مِي سَبْ سِي بَهْتَرِي هِي اَوْر رَسُوْلُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كِي نَزِيكِي هَمْ مِي سَبْ سِي زِيَادِي مَجُوبِي هِي۔“ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر سب لوگوں نے بیعت کر لی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”اِنَّ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ بَالَجَ اَبَا بَكْرٍ لِعِنِّي هِي هِي رَضِي اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هِي زِيَادِي مَجُوبِي هِي هِي رَضِي اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هِي سَبْ سِي شَخْصِي هِي هِي هِي هِي سَيِّدَنَا اَبُو بَكْرٍ صَدِيْقٍ رَضِي اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ هِي بَعِيْتِ كِي۔“⁶

امیر المؤمنین کا لقب

علامہ نور الدین علی بن ابی بکر صیثی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”فِي مَنَاقِبِ عُمَرَ اَوَّلِ مَنْ سُمِّيَ مِيْرًا لِمُوْمِنِيْنٍ لِعِنِّي هِي امير المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں امیر المؤمنین کہا گیا۔“

حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وایت ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو ”خلیفہ رسول خدا“ کہا جاتا تھا، جب کہ مجھے یہ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ میں تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ عزَّ وَجَلَّکے محبوب، دانائے غیوب صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو اولاً مقام قباء میں قیام فرمایا۔ ابھی قباء میں قیام فرماتے تھے کہ آپ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے نئی تقویم ہجری کی وضع کا حکم دیا چنانچہ صحابہ کرام عَلَیْهِمُ الرِّضْوَانُ نے اُسے ہجرت سے شروع کیا اور اس سنہ کی ابتداء محرم الحرام سے کی کیونکہ حجاج اسی مہینے اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ واضح رہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ہجری تقویم کی وضع کا حکم دیا تھا جبکہ اسی وضع کی ہوئی ہجری تقویم کا باقاعدہ حساب کتاب مسلمانوں نے امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے دور سے رکھنا شروع کیا۔ لہذا دونوں اقوال میں کوئی تضاد نہیں¹²

گشت کرنے والے

حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ واقعی محبت اور اہمیت سے رعایا کے حالات کا خیال رکھتے تھے اور راتوں کو مدینہ منورہ کا دورہ کرتے تاکہ اپنے لوگوں کے مسائل اور مشکلات کو جان سکیں اور ان کی مدد فرما سکیں۔ ان کا یہ عمل ان کے دورِ خلافت میں ان کے رعایا سے محبت اور خدمت کا اظہار تھا جو ان کے انسان دوستی اور نیک نیتی کو ظاہر کرتا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں:

”أَوَّلُ مَنْ عَمَّ بِالْبَيْتِ عِنِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ سَيِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي حَقِّهِ خَلِيفَةُ سَبْعِينَ سَنَةً وَأَمَّا بَعْدُ فَكَانَ يَتَوَقَّعُ رَأْيَ رِجَالِهِمْ فِي حَقِّهِمْ كَمَا كَانُوا يَتَوَقَّعُونَ رَأْيَ رِجَالِهِمْ فِي حَقِّهِمْ“¹³

ایک مشہور واقعہ میں، حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مدینہ منورہ کے دورے کے دوران ایک خاتون جو اپنے ننھے بچوں کے ساتھ تھی، اپنے دل کے بہلانے کے لیے رات کے اندھیرے میں ہنڈی (چھتری) پکڑے ہوئے رہی تھی۔ حضرت سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ دورہ فرماتے ہوئے اُس خاتون کے پاس پہنچے اور ان کی مدد فرمائیں۔¹⁴ اس واقعے سے اظہارِ محبت اور انسان دوستی کا ایک اچھا مثالی واقعہ ہے جو حضرت سیدنا عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے بزرگ خلیفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے نیک نیت اور معیارِ اخلاق کو بھی دکھاتا ہے۔

فتوحات حاصل کرنے والے خلیفہ

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے دورِ خلافت میں بے شمار فتوحات ہوئیں۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منبج بصری زہری عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: ”هُوَ أَوَّلُ مَنْ فَتَحَ الْفَتْوحَ“ یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کی فتوحات میں

مختلف جاؤں میں، علاقے، صوبے، مختلف قصبے نیز وہ زمینیں بھی شامل ہیں جن سے ”خراب“ اور ”فی“ وصول کیا جاتا تھا۔¹⁵

اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْجَمُّن سیدنا فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے مفتوحہ علاقوں کی تعداد بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”فاروقِ اعظم کے دور میں ایک ہزار چھتیس 1036 شہر مع مضافات فتح ہوئے۔“¹⁶

لمبی عمر کی دعائیں والے

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مولانا علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو درازی عمر کی دعا دی۔ امام جلال الدین سیوطی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْقَوِي فرماتے ہیں: ”سیدنا فاروقِ اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کسی کو یوں

در ازی عمر کی دعادی: اَحَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كَيْعْنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِ كَوْلْبِي عَمْرَ عَطَا فَرَمَائِي۔¹⁷

حضرت سیدنا عبید بن رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ایک بار صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کا علمی حلقہ لگا ہوا تھا اور عزل (یعنی زوجہ سے جماع کرنے کے بعد منیٰ کو باہر خارج کر دینا) کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ کا یہ موقف تھا کہ اس میں کوئی حرج نہیں، جبکہ بعض صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَانُ یہ گمان تھا کہ عزل ”موؤدہ صغریٰ“ ہے۔ (یعنی زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے یہ بھی اسی کی ایک صورت ہے۔) تو مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ نے اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”یہ حکم اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب تک یہ سات صورتیں پوری نہ ہو جائیں: سَلَا لَہُ مِنَ الطَّيْنِ، نَطْفَةُ الْعَاقِبَةِ، مُضْغَةُ الْعِظْمَاءِ، لَحْمًا، خُلُقًا آخَرَ۔“ یہ سن کر امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”صَدَقْتَ یعنی اے علی! آپ نے سچ کہا۔“ پھر مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ کو در ازی عمر کی دعادی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اَحَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كَيْعْنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِ كَوْلْبِي عَمْرَ عَطَا فَرَمَائِي۔“¹⁸ جی ہاں، قرآن پاک میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے انسان کی تخلیق کے ساتھ مراحل کی بیان فرمائے ہیں، جنہیں

مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ نے بھی بیان کیا ہے۔ اس سورۃ المؤمنون کے متن میں (آیات 12 تا 14) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلْطٰنٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ (۱۲) ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نَطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۝ (۱۳) ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَۃَ عَاقِبَۃً فَعَاقِبْنَا الْعَاقِبَۃَ مُضْغَۃً فَخَلَقْنَا النُّضْغَۃَ عِظْمًا مَّکْسُوۡنًا الْعِظْمَ لَحْمًا ۝ ثُمَّ اَنْشَاۡہُ خَلْقًا آخَرَ ۝ ط۔ فَکَبَّرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْخَلْقِیْنِ۔ (ترجمہ کنز الایمان: "اور بیشک ہم نے آدمی کو جینی ہوئی مٹی سے بنایا، پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں، پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی چھٹک کیا، پھر خون کی چھٹک کو گوشت کی بوٹی، پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں، پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا، پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا ہے، اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔" یہ آیات انسان کی ابتدائی تخلیق کے مراحل کو بیان کرتے ہیں جو خاک سے ابتدا ہوتے ہیں اور پھر مختلف مراحل سے گزر کر آخری شکل میں تشکیل پاتے ہیں۔

حمایت الہی کی دعائیے میں اول

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی سب سے پہلے کسی کو تائید الہی کی دعادی۔ جنہیں تائید الہی کی دعادی وہ بھی مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ ہی ہیں۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کسی کو یوں تائید الہی کی دعادی: اَیَّدَکَ اللّٰهُ یعنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہاری تائید فرمائے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دعا بھی مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْہِ وَجْہَہُ الْکَرِیْمُ کو دی۔"¹⁹

ہجو کرنے پر سزا

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے اشعار میں ہجو کرنے پر سزا دی۔ عربوں میں اس بات کا رواج تھا کہ جب وہ قبیلے کی ہجو یعنی مذمت بیان کرتے تو پھر اُس قبیلے کے کسی فرد کی عزت و شرافت کا قطعاً خیال نہ کرتے، یہاں تک کہ شریف

عورتوں کے نام لے کر ان کی مذمت بیان کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات سخت ناگوار تھی، اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر سختی سے پابندی لگادی بلکہ عرب کے ایک مشہور شاعر ”حطیہ“ کو اسی جرم میں ایک کنویں کے اندر قید کر دیا۔ اُس نے کنویں کے اندر ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت طلب کرنے کے لیے چند اشعار کہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے باہر نکالا تو اُس نے عذر بیان کرتے ہوئے کہا کہ حضور کسی کی ججو یعنی مذمت میں اشعار کہنا تو میری عادت ہے۔ پھر اُس نے اپنے والدین، بہن بھائیوں اور خود اپنی مذمت میں بھی چند اشعار کہے تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مُسکرا دیے اور اُسے اس شرط پر چھوڑا کہ آئندہ وہ کسی کی ججو نہیں کرے گا اور ساتھ ہی اُسے تین ہزار درہم بھی عطا فرمائے۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "أَوَّلُ مَنْ عَاقَبَ عَلِيَّ الْجُهَّانِيَّ" یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مذمت والے اشعار کہنے پر سزا دی۔²⁰

جلا وطنی کی سزا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے جلا وطنی کی سزا جاری فرمائی۔ مجرم کو اس کے جرم کی وجہ سے کسی اور ملک بھیج دینا کہ اسے تکلیف ہو اور دوسرے لوگ بھی اس کے شر سے بچیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے "ابو محجن"²¹ نامی شخص کو ملک بدر کر کے ایک گنجان جزیرے میں بھیج دیا۔²²

جلا وطنی کا موضوع حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اہم سیاسی تدابیر تھی جو ان کے دور حکومت میں متعدد مواقع پر دیکھی گئی۔ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجرموں کو ان کے جرائم کے مطابق مختلف سزا دیتے تھے اور کبھی۔ کبھی مجرم کو ان کے جرم کی وجہ سے دوسرے ملک بھیج دیتے تھے تاکہ انہیں تکلیف ہو اور دوسرے لوگ بھی ان کے شر سے بچ سکیں۔

اسی طرح، ایک موقع پر جلا وطنی کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو ملک بدر کر کے ایک گنجان جزیرے میں بھیج دیا کہ ان کے جلا وطنی کی سزا ہو اور وہ دوسرے لوگوں کے لئے بھی مثال بنے کہ ایک مجرم کو جلا وطنی کے جرم کے تنازع میں دوسرے جگہ بھیجنا ایک موثر کارروائی ہو سکتی ہے۔

جلا وطنی کے ذرائع کا اطلاق امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور حکومتی فیصلوں پر اُس وقت کیا جاتا جب وہ معاشرتی اور سیاسی فساد کو روکنے کے لئے انتہائی سختی سے اقدامات اٹھاتے تھے۔ ان کی ایسی تدابیر نے ان کے خلاف مختلف شدید عناصر کو غصہ اور حسد کا نشانہ بنا دیا تھا۔ اسلامی تاریخ میں ان کی جلا وطنی کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے اور ان کی صداقت اور عدل کی بنا پر ان کے فیصلوں کو قابل احترام جلدی ہوتا ہے۔

اہل عرب کی عدم غلامی

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے یہ اصول بنایا کہ اہل عرب کبھی غلام نہیں بنیں گے۔ اگرچہ

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلامی کو معدوم نہیں کیا، لیکن اس میں کوئی شک شبہ نہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف طریقوں سے اس کے رواج کو کم کر دیا۔ عرب میں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا استیصال (خاتمہ) فرما دیا اور ارشاد فرمایا: "لا یسترق عربی یعنی عربی کو غلام نہیں بنایا جائے گا۔" ²³

یہود کو عرب سے نکالنے والے

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے یہودیوں کو حجاز (جزیرہ عرب) سے نکال کر ملک شام کی طرف بھیج دیا۔ محمد بن سعد بصری زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: "هو اخرج الیہود من الحجاز وأجلاهم من جزيرة العرب إلى الشام وأخرج أهل نجران وأنزلهم ناحية الكوفة یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کو حجاز (جزیرہ عرب) سے نکال کر ملک شام کی طرف بھیج دیا اور اہل نجران کو کوفہ بھیج دیا۔" ²⁴

وارث بننے والے دادا میں اولیت

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں سب سے پہلے وارث ہیں جنہوں نے اپنے پوتے (حضرت سیدنا عبد اللہ بن عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وراثت پائی۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبد الرحیم بن غنم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: "اول جدورث فی الاسلام عمر بن الخطاب یعنی امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں پہلے دادا ہیں جنہوں نے اپنے پوتے (حضرت سیدنا عبد اللہ بن عاصم بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وراثت پائی۔" ²⁵

وارث بننے والے مالک

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام میں سب سے پہلے وارث ہیں جنہوں نے اپنے غلام کی وراثت پائی۔ چنانچہ سیدنا کثیر بن ہشام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے استفسار کیا: "من أول من وراثت العرب من الموالی یعنی وہ پہلا شخص کون ہے جسے عربوں نے اس کے غلام کا وارث بنایا؟" تو امام زہری علیہ رحمۃ اللہ القوی نے فرمایا: "وہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔" ²⁶

سن ۲ ہجری میں جنگ بدر میں امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم کے غلام حضرت سیدنا مسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے شہید ہوئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ان کے وارث ہوئے۔ ²⁷

شہید ہونے والے پہلے امام

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیتوں میں سے یہ بھی خصوصیت ہے کہ اسلام میں آپ پہلے امام ہیں

جنہوں نے شہادت پائی۔ ایک مجوسی (آگ کو پوجنے والا) غلام "ابولولو" نے نماز فجر میں آپ کو زہر آلود خنجر سے زخمی کیا جس کے سبب آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ بعد ازاں اس غلام نے خود کشی کر لی۔²⁸

امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خلیفہ راشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ ان کے حوالے سے قرآن و حدیث میں بہت سارے اہم و ممتاز احادیث ملتے ہیں، جن سے ان کی فضیلت اور اعمال کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ کئی مسلمان علماء نے ان کی فضیلت کا بیان کیا ہے اور ان کی عہد خلافت کے دوران ہونے والے تصمیحات اور فتوحات کو سراہا ہے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکتا اور ممتاز شخصیت تھے، جو اسلام کی نشوونما سیاست کے ماہر تھے اور نیک خلیفہ تھے۔ ان کی خلافت کے دوران مسلمانوں کے بڑے علاقوں میں فتوحات ہوئیں، جن سے اسلام کی توسیع اور اسلامی ریاست کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ ان کی دور خلافت میں پیشہ رفتوحات ہوئیں، جن میں جزیرہ عرب سے باہر عرب کے بڑے حصے تک کے علاقے شامل ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت، عدل، انصاف، قوت فیصلہ، احساس عدلی اور تواضع کو علماء اسلام نے حوالہ دیا ہے۔ ان کی حکومت کے دوران مسلمانوں کی معیشت، تعلیم، عدل و انصاف، امن و امان کا خوبصورت نمونہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلافتی دور اسلامی تاریخ کا ایک ممتاز دور تھا جس میں اسلامی ریاست نے بہت رفاه و روہائی کی ترقی کی اور عدل و انصاف کے اصولوں پر پورا اترنے کی کوشش کی گئی۔ ان کے اصول اور فیصلے اسلامی تاریخ کے ایک روشن مثال ہیں جو آج بھی مسلمانوں کو انسانی حقوق، انصاف اور عدل کی ترقی کی راہ دکھاتے ہیں۔

علماء اسلام نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت، شجاعت، صداقت، انصاف اور خدمات کو سراہا ہے اور ان کی دور خلافت کو ایک نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ ان کا دور خلافت اسلامی تاریخ کا ایک سنگین حصہ ہے جو اسلامی ریاست کی بنیادیں مضبوط کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

حاصل کلام

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انسانی تاریخ کے ایک اہم شخصیت اور اسلامی تاریخ کے ایک بڑے خلیفہ کے طور پر جانا جاتا ہے۔ ان کی ذاتی اولیات یعنی شخصیت اور خصوصیات ان کی برتری اور فضیلت کو اور بھی مختصر پیش کرتی ہیں۔

1. شجاعت: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے شجاع و دلیر شخصیت تھے۔ انہوں نے اسلام کے حوالے سے اپنی حمایت اور دفاع میں کبھی کسی قسم کی کمی نہیں کی۔

2. صداقت: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلص اور صادق شخصیت تھے۔ ان کے قول اور عمل میں توازن اور اتحاد معروف تھا۔

3. انصاف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عدل اور انصاف کے بہترین نمونے تھے۔ انہوں نے قوم کے لوگوں کے درمیان بلا منسوبہ فرقہ بندی اور معاوضہ کو رد کیا اور انصاف کے اصولوں پر امت کے لئے قانون بنا ہے۔

4. تواضع: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں تواضع اور زہد کی بڑی مثالیں ہیں۔ انہوں نے اپنے عہد کے دوران سادگی اور

تواضع سے خدمت کی۔

5. قیادتی صلاحیت: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قابل اور قیادتی شخصیت تھے۔ ان کے دورِ خلافت میں انہوں نے قوم کی حاکمیت کو مضبوط کیا اور ان کے فیصلے عادلانہ اور قائمہ تھے۔

6. اجتماعی خدمات: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجتماعی خدمات کی بڑی تعداد کی۔ انہوں نے زکوہ کے نظام کو مضبوط کیا اور غریبوں کی مدد کے لئے تنظیمی اقدامات اٹھائے۔

7. تعلیم: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم کے فروغ کے لئے کئی اقدامات اٹھائے اور مساجد میں تعلیمی ادارے قائم کئے۔ یہ چند مثالیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتی اولیات کو مختصر آبیان کرتی ہیں، جو ان کی بزرگی اور فضیلت کا اظہار کرتی ہیں۔ ان کے دورِ خلافت کے وقت مسلمانوں کی ترقی اور تمام حالات کی بہتری کے لئے انہوں نے قیمتی خدمات ادا کیں، جو آج بھی ان کی یاد میں زندہ ہیں۔

حواشی و مراجع

- 1 القرآن الکریم، پارہ 9، سورۃ الانفال، آیت 4
- 2 القرآن الکریم، پارہ 11، سورۃ التوبہ، آیت 100
- 3 صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت متخذاً خلیلاً، ۵۲۲/۲، حدیث: ۳۶۷۳
- 4 معجم کبیر، طاوس عن ابن عباس، ج 11، ص 13، حدیث 1089
- 5 صحیح ابن حبان، جلد 6، ص 16، حدیث 6840
- 6 التلخیص الحمیر، کتاب الامارۃ و قتل البغاة، ج 4، ص 127۔ بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، ج 2، ص 521، حدیث: 3668
- 7 مجمع الزوائد، کتاب الخلافہ، باب کیف یدعی الامام، ج 5، ص ۲۳۹، حدیث: ۹۰۱۳۔
- 8 الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج 3، ص ۲۳۹۔
- 9 التہذیب الاسماء، عمر بن الخطاب، ج 2، ص ۳۳۳۔ الاستیعاب، عمر بن الخطاب، ج 3، ص ۲۳۶، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔
- 10 تہذیب الاسماء، فصل بدء التاريخ الهجري، ج 1، ص ۴۷۔
- 11 تاریخ طبری، ج 2، ص ۴۔
- 12 سیرت سید الانبیاء، ص ۲۴۵، تاریخ طبری، ج 2، ص ۴۔
- 13 تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸، الاوائل للعسکری، ص ۴۲۔
- 14 کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل الصحابہ، الجزء 12، ج 6، ص ۲۸۹، حدیث: ۳۵۹۷۳۔
- 15 طبقات کبریٰ، ذکر استخلاف عمر، ج 3، ص ۲۱۳ ملقطاً۔
- 16 فتاویٰ رضویہ ج 5، ص ۵۶۰۔

تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔	17
مرقاۃ المفاتیح، کتاب الزکاح، باب المباشرة، ج ۶، ص ۳۳، تحت الحدیث: ۳۱۸۹۔	18
تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸۔	19
الادواکل للعسکری، ص ۱۵، تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۸، مفہم الخلالان، ص ۲۳۳۔	20
واضح رہے کہ حضرت سیدنا ابو محمد بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سن ۹ ہجری کو اپنے قبیلے بنو ثقیف کے ساتھ اسلام لے آئے تھے، آپ بہترین شاعر، زمانہ اسلام اور زمانہ جاہلیت دونوں میں بہادری اور شجاعت کے حوالے سے بڑے مشہور تھے۔ (اسد الغابہ، ابو محمد بن الثقفی، ج ۶، ص ۲۹۰)	21
اسد الغابہ، ابو محمد بن الثقفی، ج ۶، ص ۲۹۱ ملقطا۔	22
سنن کبریٰ، کتاب السیر، باب من یجری علیہ الرق، ج ۹، ص ۱۲۵، حدیث: ۱۸۰۶۸ ملقطا۔	23
سنن کبریٰ، کتاب السیر، باب من یجری علیہ الرق، ج ۹، ص ۱۲۵، حدیث: ۱۸۰۶۸ ملقطا	24
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادواکل، ج ۸، ص ۳۳۱، حدیث: ۵۵ ملقطا۔	25
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادواکل، باب اول ما فعل و من فعل، ج ۸، ص ۳۳۰، حدیث: ۳۹۔	26
مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادواکل، باب اول ما فعل مؤمن فعمله، ج ۸، ص ۳۲۹، حدیث: ۳۹۔	27
تاریخ الخلفاء، ص ۱۰۶۔	28

References

1. Qur'an al-Kareem, para 9, Surah Al-Anfal, verse 4
2. Al-Qur'an al-Kareem, para 11, Surah Al-Tababah, verse 100
3. Sahih Al-Bukhaari, Kitab-e-Faa'il al-Sahaba, Bab Qul-un-Nabi (peace and blessings of Allaah be upon him), 2/522, Hadith: 3673
4. Mu'jam Kabir, Tawas an Ibn 'Abbas, vol. 11, p. 13, Hadith 1089
5. Hadith 6840
6. Al-Ta'iq al-Habeer, Kitab al-Imama, Vol.4, p.127. Al-Bukhaari, Kitab-e-Faa'il al-Ashab al-Nabi, vol. 2, p.521, Hadith: 3668
7. Majma al-Zawaid, Kitab al-Khilafah, Bab Qaif Yadai al-Imam, vol.5, p.239, Hadith: 9013.
8. Al-Istib'ab, 'Umar ibn al-Khattab, vol.3, p. 239.
9. Assimilation, Umar ibn al-Khattab, vol.3, p. 239.
10. Tahdheeb al-Asma', Umar ibn al-Khattab, vol.2, p. 333. Assimilation, Umar ibn al-Khattab, vol. 3, p. 236, History of the Caliphs, p. 108.
11. Thadhaib al-Asma, Fasal Bada al-Tarikh al-Hijri, vol.1, p. 47.
12. The Martyrdom of Imam Ali (a.s.)
13. Sirat Sayyid al-Anbiya, p.245, Tarikh al-Tabari, vol.2, p.4.
14. History of the Caliphs, p.108, Al-Awael al-Askari, p. 42.
15. Kanz al-Amal, Kitab al-Fada'il, Virtues of the Companions, Part: 12, vol. 6, p. 289, Hadith: 35973.
16. Great layers, Remembrance of the succession of Omar, vol.3, p. 213 captured.
17. Fataawa Rizvia, vol.5, p. 560.
18. History of the Caliphs, p.108.
19. Marqa'a al-Muftah, Kitab al-Nikah, Bab al-Mubasher, vol.6, p. 347, under hadith: 3189.
20. History of the Caliphs, p.108.
21. Al-Awa'il al-Askari, p.157, Tarikh al-Khilafah, p.108, Mafakhat al-Khalan, p. 243.

22. It should be noted that Hazrat Sayyidina Abu Muhjan (MAY Allah be pleased with him) came to Islam with his tribe Banu Thaqif in the year 9/11, he was the best poet, famous for his bravery and bravery both in the time of Islam and the time of ignorance. (Usdul Ghaba, Abu Muhjin al-Thaqafi, vol. 6, p.290)
 23. Lion of the forest, Abu Mahjan Al-Thaqafi, vol.6, p. 291.
 24. Sunan Al-Kubra, Kitab al-Sir, Bab Min Yajari al-Raq, vol.9, p.125, Hadith: 18068 Millat-e-Qatta.
 25. Sunan Al-Kubra, Kitab al-Sir, Bab Min Yajari al-Raqi, vol.9, p.125, Hadith: 18068 Millat-e-Quta
 26. Narrated by Ibn Abi Shaybah, Kitab al-Awwal, vol.8, p.331, Hadith: 55 .
 27. Ibn Abi Shaybah, Kitab al-Awwal, Chapter 1, Vol.8, p.330, Hadith: 49.
 28. Ibn Abi Shaybah, Kitab al-Awwal, Chapter 1, Vol.8, p.329, Hadith: 39.
 29. History of the Caliphs, p.106.
-